تہذیبِ جدید کی تجلیات

محمد طارق ایوبی

تہذیب جدید کی کارفرمائیاں تو بہت خوب ہیں، اس کی بے شمار تجلیات کا نظارہ ہم روزمرہ کرتے رہتے ہیں، لیکن جس طرح سے اس نے اس دور کے انسان کو خود پرست، شکم پرست اور اپنی ہی ذات کے حصار میں محصور کر دیا ہے اس کی مثال تو دور دور تک نہیں ملتی، زمانہ جاہلیت میں بھی تھوڑی دیر کے لئے لوگ اپنی ہوا و ہوس اور اپنی ذات سے نکل کر قبیلہ اور خاندان کے لئے اکٹھے ہو جاتے تھے، لیکن آج جبکہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ملت اسلامیہ بالکل ایک خاندان کے افراد کے مانند ہے، جو ایک گاؤں کے مختلف گوشوں میں آباد ہوں، لیکن ملی مفاد انہیں ذاتی مفاد پرستی یا شکم پرستی کے جن کی قید سے تھوڑی دیر کے لئے بھی نجات نہیں دلا پاتا۔ کچھ اہلِ جنوں ہیں جو ہر وقت ملت کو بہم فائدہ پہنچانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، لیکن وہ تو اہلِ خرد یعنی اپنے پیٹ اور اپنی ذات میں محصور رہنے والوں کی نظر میں یا تو بے کار ہیں یا انہیں اپنے خاندان کی کوئی پرواہ نہیں۔

تہذیب جدید نے آج جہاں بہت سی برائیوں کو ایک خوشبودار اور خوشنما رنگ و پھول بنا کر ہماری قوم کے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور ہماری قوم کا بڑا طبقہ آخرت کے احتساب اور قوم کی موجودہ صورتِ حال سے یکسر غافل ہو کر ان ہی چیزوں میں مبتلا رہنے کو اپنی معراجِ کُل سمجھ رہا ہے، وہیں دوسری جانب قوم کے ان افراد کو جو ملت کی تقدیر بدلنے کے اہل ہو سکتے تھے، خود پرستی، ذاتی مفاد پرستی اور عیش و مستی میں مبتلا کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں آج قوم کے کارآمد افراد کی توجہ بس اپنے گھر کی تزئین کاری اور قیمتی سے قیمتی سامان مہیا کرنے پر مذکور ہو کر رہ گئی۔ ایثار کی صفت، جذبہٴ قربانی، قومی و ملی مفاد، باہمی میل محبت، اخوتِ اسلامی کے تقاضے اور وہ ساری چیزیں جو اس قوم کا نشانِ امتیاز تھیں وہ سب ان افراد کے قوتِ ہاضمہ کی کی نذر ہو گئیں۔

کسی قوم کے عروج کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ فکر دین بھی فرمائی جائے، میدانِ عمل میں جہدِ مسلسل کے نمونے بھی

دکھائے جائیں اور اخلاقی قدروں کو بھی مضبوط کیا جائے، لیکن ذرا اپنے گردوپیش کا جائزہ لیجئے، ایک بڑا طبقہ صرف منتشر افکار کو پیش کرنے میں جلدوں کی جلدیں تیار کرتا نظر آئے گا، عملی میدان میں کام کرنے کی اسے کیا ضرورت کہ اس کے گھر کی ضرورتیں تو پوری ہو رہی ہیں اور پھر یہ اس کی جہدِ مسلسل کا حصہ بھی نہیں، وہ اپنا اخلاقی فرض بھی نہیں سمجھتا کہ ذرا دیر خود نہ سہی تو کم از کم قومی وملی اور دینی کام کرنے والوں کی خبر گیری کر لے، اخلاقی فریضہ سمجھے بھی کیوں؟ آج جتنی ہی فلک بوس عمارتیں تعمیر کی جا رہی ہیں اتنے ہی گہرے گڑھوں میں اخلاقی قدروں کو دفن کیا جا رہا ہے۔

ذرا گزرے ہوئے ایام میں تھوڑی دور کا سفر کیجئے، ایک ایک فرد نے کیسی کیسی قربانیاں دے کر کیسے کیسے بارآور درخت لگائے، آج کروڑوں انسان ان درختوں کے سائے میں دادِ عیش دیتے ہیں اور ان کے پھلوں سے شکم سیر ہوتے ہیں، تھوڑی دور اور چلئے صحابہٴ کرامؓ کی زندگی کو دیکھئے، خود قرآن ان کے فنا فی اللہ، ان کی قربانی اور ان کے ایثار کی ترجمانی کرتا ہے، کیسی ساکھ بنائی تھی، مسلمانوں کی کیسی پہچان متعین کی تھی ان جیالوں نے، قومی وملی مفاد میں کس طرح سے انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مال کی قربانی دی تھی، وجہ یہ تھی کہ وہ اسلامی تہذیب میں رنگے ہوئے تھے وہاں ذاتی مفاد اور خود پرستی کا شائبہ نہ تھا، انہیں خود معلوم تھا کہ صرف ''کسبِ معاش اور بہتر غذا نوشی'' نہ بہتر زندگی کی علامت ہے اور نہ زندہ قوموں کا شعار، تاریخ ایسی قوم کو کبھی معاف نہیں کرتی جس کے افراد خود مستی اور خود پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، کیوں کہ شکم پرست انقلاب کا باعث بننے کے بجائے انقلابِ زمانہ کی ہولناک موجوں میں تنکوں کے مثل بہہ جاتے ہیں۔ انہیں یہ تعلیم دی گئی تھی کہ جہدِ مسلسل مؤمن کی شان ہے، وہ اپنے افکار سے، اپنے اعمال سے، اپنی جان سے، اپنے مال اور ہر وہ وسیلہ جو ممکن ہے اسے خود دین کا اور مسلمانوں کا بہر صورت تعاون کریں ورنہ کم از کم دینی اور ملی مفاد میں کام کرنے والوں کی مدد تو بہر حال کریں۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ کوئی اپنا پورا اثاثہ لے کر خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہو جاتے اور کبھی خواتین بضد ہو جاتیں کہ ہمیں جنگ میں شرکت کی اجازت دی جائے، کم از کم ہم مجاہدین کی تیمارداری اور معالجہ کی خدمت انجام دے سکیں گے، اور جو اس سے بھی قاصر رہتے وہ ہمہ تن بارگاہِ الٰہی میں دعا و مناجات میں مصروف رہتے تھے، اس زمانہ کے اعتبار سے جن لوگوں کے پاس دولت وثروت کے انبار ہوتے، انہیں بھی استغناء کی صفت ایسی حاصل ہوتی کہ قومی وملی مفاد میں خرچ کرنے سے پیچھے نہیں رہتے تھے، ان کا استغناء تھا جس نے تمام تر دولت وثروت کے باوجود زبانِ رسالت سے غنی و جانثاری کا خطاب پایا، آج یہی شئے مستحسن مفقود ہے۔

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغناء میں معراجِ مسلمانی

تہذیب جدید کے خنجر نے استغناء کے دامن کو تار تار کر دیا، خود پرستی اور ذاتی مفاد کو عام کر دیا جس کی بناء پر آج امت کے بہترین افراد اور مردان کار عیش و تعیش میں مبتلا ہو گئے۔ قوم وملت کے مفاد، اس کی ترقی اور اس کے تعاون کی انہیں